اسلامک مشن اور دعوت: بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی بطور مثال

جمال ملک☆

[زیر نظر مقالہ میں ابتدا میں مختصراً دعوت کے محرکات (جس طرح کہ خود داعیان نے پیش کئے) بیان کئے گئے ہیں۔ اس کے بعد پاکستان میں مشن کی اہمیت پر بحث کی گئی ہے]

دعوت کے محرکات

نوآبادیاتی دور میں عیسائی مصنّفین نے اپنے تنقیدی لٹریچر کی مدد سے یہ تاثر پیدا کیا ہے اسلام محض توہم پرستی کا نام ہے۔ دعوتِ اسلامی کے پیش نظر اس تاثر کا سدباب کرنا ہے تاکہ اسلام کے اصل مفہوم اور مدعا کو ازسرنو واضح کیا جا سکے۔ اور مسلمانوں کے مختلف نسلی، معاشرتی اور مذہبی گروہوں کو ایک مرکزی تنظیم اور ادارے کے تحت منظم کر کے مسلم اُمہ کے اتحاد اور اُخوت کے لئے موجود نظریاتی اور مذہبی بنیادوں کو مضبوط کیا جا سکے۔

اسلامی دعوت کے اس پہلو پر کام کی شدید ضرورت اس لیے بھی محسوس کی گئی کہ اسلام مخالف حلقوں نے اپنے مفادات وسیع کرنے کی منصوبہ بندی کی جبکہ مسلمانوں کے ایک مخصوص گروپ نے ''مروجہ غیر اسلامی'' (مقامی رسوم و رواج کی آمیزش والی) اسلامی تعلیمات کے ماحول کو بدلنا چاہا۔

ایسی صورت حال میں اصلاحِ احوال کا تقاضا تھا کہ نوآبادیاتی اور علاقائی اثرات کے تحت پروان چڑھنے والے اسلامی کلچر کو، جسے زیادہ تر صوفیا کرام نے اپنے رنگ میں پیش کیا تھا، اپنے حقیقی روپ میں پیش کیا جائے۔ موجودہ دور میں دعوت کی سرگرمیاں دراصل اس احساس کا نتیجہ ہیں جو مغرب کی بالادستی اور عیسائی لٹریچر کی مسلمان ممالک اور اسلامی تہذیب و تمدن پر تنقید سے پیدا ہوا۔ ان سرگرمیوں کا مقصد یہ تھا ہے کہ تمام ممکنہ ذرائع بروئے کار لاتے

☆Jamal Malik, "Islamic Mission and Call: The Case of the International Islamic University, Islamabad", *Islam and Christan-Muslim Relations*, 9:1 (1998). pp. 31-82 (تلخیص: ڈاکٹر خالد محمود شیخ)

ہوئے مسلمانوں کو مغرب کی مکمل بالادستی سے آزاد کرایا جائے۔

دعوت دین ہی سے اُمت مسلمہ کی پسماندگی دُور کی جاسکتی ہے۔ لیکن یہ امر افسوسناک ہے کہ اُمت مسلمہ کے دانشوروں کی اکثریت اس معاملے میں عدم توجہی کا مظاہرہ کر رہی ہے۔ وقت کی اہم ضرورت ہے کہ اس مقصد کے لیے ایک وسیع ''ٹارگٹ گروپ'' تشکیل دیا جائے جس کی مالی اعانت متمول اسلامی ریاستوں کی جانب سے ہو۔ اس پس منظر میں کہ پاکستان ایک اسلامی ریاست کے طور پر معرض وجود میں آیا تھا، اس ملک کے باشندے خاص معاشرتی اور معاشی پس منظر رکھنے والے مختلف مذہبی گروہوں سے تعلق رکھتے تھے، دعوۃ کا مقصد یہ تھا کہ ایک مشترکہ اسلامی نظریہ حیات متعارف کروایا جائے۔

اسلامی علوم اور کلچر کی معاونت —— جدید زبانوں اور افکار کی تفہیم —— مساجد اور مدارس سے استفادہ —— ان سب کو مربوط کرنے کے لیے عالمی سطح پر ایک ایسے ادارے کی ضرورت تھی، جو قدیم اور جدید نظریات اور مکاتب فکر کو مربوط کرتے ہوئے انہیں قابل عمل بنائے۔ شریعت کے گہرے مطالعہ اور اس کے فہم وادراک کے حصول کے لیے ۱۹۷۸ء میں قائداعظم یونیورسٹی میں شریعہ اور قانون کا شعبہ قائم کیا گیا تھا۔ تاکہ قلیل المعیاد کورسوں کے ذریعے مختلف مکاتب فکر کی آراکو مدنظر رکھتے ہوئے، اسلامی تعزیراتی قوانین یاحدود کی تعلیم دی جاسکے۔

اس کام کو تسلسل کے ساتھ مشنری انداز میں کام کرنے کے لیے ایک مرکزی اور مضبوط ادارے کی ضرورت تھی۔ جو سرگرمیوں میں ربط پیدا کرنے کے علاوہ ایسے اسکالرز بھی مہیا کرے جو اسلام اور اسلامی نظام کا پیغام نہ صرف پاکستان میں بلکہ بیرونی ملک بھی پہنچانے کا فریضہ سرانجام دے سکیں۔ چنانچہ ۱۹۸۰ء میں اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد میں پہلے سے موجود چند متعلقہ اداروں کو یکجا کرتے ہوئے، معرض وجود میں لائی گئی (جیسے انسٹی ٹیوٹ آف شریعۃ، (قائداعظم یونیورسٹی)، اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ اور انسٹی ٹیوٹ آف لینگویجز وغیرہ)۔ آغاز کار سے اب تک یونیورسٹی فیصل مسجد سے ملحق ہے۔ تاہم اس کی مکمل اور وسیع عمارت اس وقت اسلام آباد کے وسط میں زیر تعمیر ہے۔ اس کی تشکیل میں روایتی علماء کے بجائے بیوروکریٹس، ٹیکنوکریٹس، اور اہل علم و دانش نے سعودی عرب کی مالی اعانت سے کردار ادا کیا۔ سیاسی اور اقتصادی سرپرستوں کے مابین گہرا تعلق اس ادارے کی امتیازی خصوصیت کے طور پر اس کے معلمین میں نمایاں ہے۔ دعوتی کاموں کے لیے اس ادارے کے ساتھ ایک مذہبی اور نظریاتی جز کے طور پر، ایک خود مختار ادارہ دعوۃ اکیڈمی کے نام سے قائم

کیا گیا۔

۱۹۸۲ء میں خصوصی صدارتی گرانٹ سے انسٹی ٹیوٹ آف دعوۃ اینڈ قرات معرض وجود میں آیا، جس کے بانی چیئر مین امریکی یونیورسٹی کے پی ایچ ڈی، ڈاکٹر انیس احمد تھے۔

یونیورسٹی کی ایک فعال شاخ کے طور پر انسٹی ٹیوٹ نے جلد ہی دعوت و تبلیغ میں بی اے اور ایم اے کے کورسوں کا اجرا کیا۔ داخلہ کے لیے بی اے یا ایل بی سرٹیفکیٹ یا اسلامک لا میں ڈگری کا ہونا ضروری تھا۔

اس مرحلہ پر وفاقی وزارت تعلیم کے تعاون سے قومی سطح پر چھٹی جماعت سے مطالعہ قرآن کا آغاز کرنا تھا۔ تاکہ وسیع پیانے پر لوگوں کے لیے قرآن فہمی کی سہولت متعلقہ احادیث کے ترجمے کے ساتھ فراہم کی جائے۔ انسٹی ٹیوٹ نے بتدریج مسلمانوں کے لیے مختلف خطوں میں اپنے مشن کی سہولت بہم پہنچانے کا اہتمام کیا۔

۱۹۸۵ء میں دعوۃ پروجیکٹ کو ''اکیڈمی آف دعوۃ اینڈ ٹریننگ آف امامز'' کی حیثیت دے دی گئی۔ انتظامی ڈھانچہ اسلامی یونیورسٹی کی جانب سے فراہم کیا گیا۔ اس کی کونسل بارد اعلیٰ سطحی سرکاری حکام اور اسکالروں پر مشتمل ہے۔ اب اس کا دائرہ کار عالمی سطح تک وسیع ہو چکا ہے۔

دعوۃ پراجیکٹ کے پانچ سالہ ایکشن پلان (۱۹۸۳-۱۹۸۸) سے دعوۃ کی اندرون ملک اور بین الاقوامی سرگرمیوں کی عکاسی ہوتی ہے۔ جس سے اسلامائزیشن کی حکمت عملی واضح ہوتی ہے۔ ری اوریئنٹیشن (تدوین نو) پروگرام کے تحت فارن سروس کے افراد اور حکومت کے افسران کو مروجہ کلچر سے متعلق اُمور کی تفہیم اصلاحی اسلامی نقطہ نظر سے ضروری سمجھی گئی۔ حکمت عملی کے طور پر عہد رسالت کو بطور نمونہ پیش نظر رکھا گیا۔ مختلف گروہوں کے مابین یگانگت اسی طرح پیدا کیا جا سکتی تھی۔ تاریخ کے کسی دور میں بھی دعوت کا عمل محض کسی طبقہ، قبیلہ، قوم یا لسانیت سے وابستہ نہیں بلکہ یہ ہمیشہ مذہبی اور معاشرتی سرحدوں سے ماورا رہا ہے۔ اس مقصد کے لیے مبلغین درکار تھے جو اعلیٰ صلاحیتوں سے آراستہ ہوں اور جدید علوم و فنون اور انتظامی خوبیوں کے حامل ہوں۔ اس باب میں میڈیا کے ذریعے سے استفادہ کیا گیا، مختلف سطحوں اور طبقات کے لیے مطبوعات پیش کی گئیں۔

قومی سطح پر ائمہ کے لیے پروگرام مرتب کرنے کے لیے مدارس سے رابطہ کیا گیا۔ ائمہ کو مختلف طریقوں سے ترغیب دی گئی تاکہ وہ کورسوں میں شرکت کر سکیں۔ مرکزی اہمیت داعی حضرات کو دی گئی تاکہ وہ اپنے بحث و مباحثہ اور دعوت و تبلغ میں ان خصوصیات سے

آراستہ ہوں جو دعوت دین کے لیے اہمیت رکھتی ہیں۔ یہ مناسب سمجھا گیا کہ "ٹارگٹ گروپس" کے جذبات کو انگیخت کیا جائے۔ اس طرح فلسفیانہ مناقشوں کی بہ نسبت یہ حکمت زیادہ موثر سمجھی گئی۔ چنانچہ داعی حضرات اسلام کا ایک چلتا پھرتا نمونہ بن گئے۔ دوسرے نظریاتی رجحانات اُمت کے حوالے سے جانچے گئے۔

اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ دعوت کے لیے کیسا منطقی طریقہ اختیار کیا جاتا ہے۔ داعی کی حکمت عملی سے متعلق لٹریچر کی طباعت کا اہتمام کیا گیا۔ اس سلسلے میں لوگوں کے مسائل اور نفسیات کا جائزہ لینے کے علاوہ اُن کے ساتھ روابط استوار کرنے کی حکمت عملی تجویز کی گئی۔ دعوۃ نے مسلمانوں کو بہتر مسلمان بنانے کے لیے مقامی اور علاقائی طور پر جدوجہد کی، امریکہ، یورپ اور افریقہ میں حریت فکر کے انداز میں کام کیا گیا۔

"ایکشن پلان" میں تجویز کیا گیا تھا کہ دعوۃ کا پروگرام مختلف طبقات اور مختلف علاقوں میں پروان چڑھایا جائے۔ اکیڈمی نے قومی سطح پر مختلف ٹارگٹ پروگرام چلائے جیسے ائمہ اور اوقاف کے خطباء وغیرہ کے تربیتی پروگرام۔ ان کی اہمیت اس لحاظ سے بہت زیادہ ہے کہ یہ افراد "امر بالمعروف ونہی عن المنکر"، کا کام سرانجام دے رہے ہیں۔

اکیڈمی کے کئی پروگرام مہینوں تک رواں دواں رہے ہیں۔ اول اول یہ پروگرام "عالی عظمت ورفعت کمیٹی"، جو نفاذ اسلام کنونشن ۱۹۸۵ء میں وزارت مذہبی اُمور کے زیر اہتمام قائم کی گئی تھی، کے تحت چلتے رہے۔ کمیٹی نے ائمہ کے لیے کئی پروگرام کامیابی سے مکمل کروائے۔

ائمہ کورسز

اکیڈمی نے ائمہ کورس کو تعلیمی کورس اور مراسلاتی کورس کی طرز پر متعارف کروایا ہے۔ ان کورسوں کے ذریعے سے ائمہ کو مطالعہ قرآن، مطالعہ سیرت اور حالات حاضرہ کی تفہیم حاصل کرکے قومی تعمیر میں اپنا کردار ادا کرنا ہے۔

اکیڈمی نے تینوں سنی مکاتب فکر (دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث) کی نمائندگی کی۔ ائمہ کے لیے تربیتی لٹریچر میں معروف علماء و اہل دانش کی فکر سے استفادہ کیا گیا۔ ان میں سید قطب، سید مودودی، امین احسن اصلاحی، شبلی نعمانی، مولانا تھانوی اور مولانا ندوی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ ائمہ اساتذہ کا انتخاب معتدل علماء اور یونیورسٹی کے پروفیسر حضرات میں سے کیا گیا تھا۔ اکیڈمی میں کورس کے خواہشمند ائمہ کی درخواستیں مخصوص نشستوں کے مقابلے

میں کہیں زیادہ ہوئی تھیں۔

آرمی اور اوقاف کی جانب سے نامزد کردہ ائمہ کی بھی تربیت کی گئی۔ اکیڈمی نے مختلف دبستان فکر کے علماء کو متحد کرنے کے لیے بہترین حکمت عملی اختیار کی۔ اگر یہ پروگرام بدستور چلتا رہے تو یقیناً علماء کے مابین اختلافات دور ہو سکتے ہیں اور اس کا بیرون ملک بھی بہت اچھا تاثر پیدا ہو سکتا ہے۔

مراسلاتی کورسز

دعوۃ کی ایک قسم ''اسلامی خط و کتابت کورس'' ہے۔ اس سلسلے کا مطالعہ کورس، اکیڈمی کے قیام (۱۹۸۵ء) سے ہی متعارف کرادیا گیا تھا۔ خطبے اور سوالات طلباء کو بھیجے جاتے تھے۔ جمعہ کے خطبہ کے پچاس سے زائد یونٹوں کے جوابات کی بنیاد پر طلباء کو اسناد جاری کی جاتی ہیں۔ اس کورس سے مستفید ہونے والے سرکاری ملازمین، طلباء، بزرگ شہری، گھریلو خواتین اور اسکالرز، غرض ہر شعبہ زندگی کے افراد ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ تین مزید کورسز (۱) مطالعہ حدیث (۲) مطالعہ اسلام (۳) مطالعہ اسلام (انگریزی) بھی شروع کیے جا چکے ہیں۔ ان چار کورسز کے علاوہ ایک اور بین الاقوامی خط و کتابت کورس جو اسلام کے مختلف موضوعات پر ۲۲ یونٹوں پر مشتمل ہے، جلد شروع کیا جا رہا ہے۔ ان کورسوں سے اب تک ۲۵۰۰۰ سے زائد افراد مستفید ہو چکے ہیں۔

اکیڈمی مختلف طریقوں سے ائمہ، طلباء اور دیگر طبقات زندگی سے متعلق افراد کو اپنے پروگراموں کی جانب راغب کرتی رہی ہے۔ اس طریقے سے متوسط اور نچلے طبقے کے افراد کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا گیا۔ ریاست کے نظریہ کو عالمی اسلامی نظریہ سے مربوط کر کے نہ صرف روایتی اداروں مسجد، وقف اور مدارس میں متعارف کروایا گیا بلکہ دیگر شعبوں اور رسمی تعلیم کے جدید اداروں میں بھی اس کی ترویج کا اہتمام کیا گیا۔

غیر ملکی کارکنان دعوت و تبلیغ کی جانب توجہ

بین الاقوامی تربیتی پروگرام یا ''انٹرنیشنل لیڈرشپ ٹریننگ پروگرام'' متعارف کروائے گئے۔ یہ ایک ماہ کا کورس اسلام آباد میں کروایا جاتا ہے۔ اس کا مقصد سائنٹیفک انداز میں غیر مسلم ممالک میں کام کرنے والے کارکنان دعوت و تبلیغ کو کام کے بہتر طریقوں سے متعارف کرانا اور اسلامی دعوت کے کام کی عملی تربیت دینا ہوتا ہے۔ اس اسکیم کے تحت اب

تک قریباً پچاس ممالک کے پانچ سو کمیونٹی لیڈرز کو تربیت دی جاچکی ہے۔ اس کورس کے دوران شرکاء کو لیکچرز، گروپ ڈسکشن، ورکشاپس کے ساتھ ساتھ عملی دعوتی تجربہ کی مشق بھی کرائی جاتی ہے۔ ایک ماہ کے دورانیے کے یہ کورس ۱۹۸۴ء سے تسلسل سے جاری ہیں۔ اس سال ۱۹۹۸ء میں نومسلموں کے لیے اسلامی تربیتی پروگرام کا پندرہواں کورس منعقد ہوگا۔

دُنیا کے مختلف ممالک سے ایسے افراد جنھوں نے خود اسلام کی حقانیت کو تسلیم کیا ہو اور اپنے مذہب کو ترک کر کے اسلام قبول کر لیا ہو ان کی ابتدائی تعلیمی اور دینی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے دو ماہ دورانیے کے کورس رکھے جاتے ہیں۔ نومسلموں کے لیے یہ ایک نہایت مفید کورس ہے۔

میڈیا کا کردار

جملہ تربیتی پروگراموں کے ساتھ ساتھ نشرواشاعت کے پہلو پر بھی بھرپور توجہ مرکوز رہی ہے۔ چنانچہ اردو، پشتو، سندھی، براہوی کے علاوہ انگریزی اور دیگر بیس کے قریب غیر ملکی زبانوں میں کتابچے شائع کیے گئے۔ جن میں عام فہم عقائد اور عبادات کی تعلیم دی گئی ہے۔ ابن تیمیہ اور مولانا مودودی جیسے مفکرین کے افکار عام آدمی تک بڑے موثر انداز میں پہنچائے گئے۔

ایک کتابچہ جو برائے دعوت تیار کیا گیا ہے، جدید اسلامی اسکالر میں بصیرت پیدا کرتا ہے۔ اس میں بڑے موثر پیرائے میں دین کی روح اُجاگر کرتے ہوئے اُن عوامل کی نشاندہی کی گئی ہے۔ جو الٰہی اقتدار کے قیام میں سدراہ ہیں۔ خصوصاً مغربی نظام سیاست پر تنقید کی گئی ہے۔

اکیڈمی کی جملہ مطبوعات اسلام کی تفہیم اور توسیع کی دانشمندانہ کاوش ہیں۔ ماہنامے ''دعوۃ ہائی لائیٹس'' (انگریزی) اور ''دعوۃ'' (اردو) اس سلسلہ میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ ان کا بنیادی مقصد ایک ایسے مسلمان کا تشخص اور شعور اُجاگر کرنا ہے جو دورِ جدید کے چیلنجوں کا بخوبی مقابلہ کر سکتا ہو۔ ان کے مخاطب مغرب زدہ مسلمان اور غیر مسلم ہیں۔ ان میں مسلم مفکرین کی آرا واضح کی جاتی ہیں۔

اکیڈمی کے اپنے قارئین میں مختلف طبقات مثلاً اعلیٰ تعلیم یافتہ، کم پڑھے لکھے مسلمان، نومسلم، غیر مسلم، خواتین، بچے، ڈاکٹر، مریض، قیدی، پولیس، عمالِ حکومت وغیرہ شامل ہیں۔ دیگر پبلی کیشنز کے علاوہ اکیڈمی نے دعوتی شخصیات اور اداروں کی معلومات پر مبنی ایک

ضخیم ڈائریکٹری مرتب کی ہے جس میں ساری دُنیا میں اسلامی سرگرمیوں، علاقائی مطالعے، سروے رپورٹ، مختلف خطوں میں حقائق معلوم کرنے کیلیے کی جانے والی جائزہ رپورٹیں، ایک نیٹ ورک یا اسلامک آرڈر کے لیے تیار کی گئیں ہیں۔ اکیڈیمی کے پیش نظر اپنا چھوٹا ریڈیو سٹیشن قائم کرنا بھی ہے۔

ماحصل

اسلامائزیشن پالیسی کے تحت جملہ افراد اور طبقات تک دعوت پہنچانے کا فریضہ سرانجام دیا جاتا ہے۔ یہ امر باعثِ اطمینان ہے کہ دعوۃ کی سرگرمیوں کو ہر دور حکومت میں پسندیدگی کی نظر سے دیکھا گیا اور اُن کی پذیرائی ہوتی رہی ہے۔ اِس سے نہ صرف یہ امر واضح ہوتا ہے کہ دعوۃ کی سرگرمیاں مختلف افراد، طبقات اور اداروں میں سرایت کر گئی ہیں بلکہ ان کے پاکستان اور بیرون پاکستان دُوررس اثرات بھی واضح طور پر محسوس کیے جارہے ہیں۔